

سفر نامہ ہند..... سفر دہلی

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب رہتے تھے تفتاب ہی جہاں روزگار کے جس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر ہم نے نہ تو کوئی دھاگا باندھا اور نہ سجدہ کیا، البتہ یہ اعتقاد ضرور باندھا کہ مرزا نندہ پندر چوں خوشنشین..... من آیم بجاں گرتو آئی بتن..... اور اسی اعتقاد کے تحت حاضری کو پابند شریعت رکھا کہ وہ خود شریعت کے بہت پابند تھے۔

آپ کے ملفوظات جو آپ کے خلیفہ حضرت شیخ حمید قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کئے ہیں ان کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت چراغ دہلی کے تصوف پر اپنے مرشد کی طرح علم و شرع کا غلبہ رہا ان کی مجالس کی گفتگو علمی ہوتی، وہ مریدوں سے کاروباری و سیاسی گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی گفتگو میں فقہی حوالے سے معاملات و مسائل زیر بحث آتے وہ اپنے مریدین کی اخلاقی تربیت شرعی حوالوں سے فرماتے اور انہیں شعائر دینیہ کے احترام اور فرائض و واجبات کی ادائیگی پر ہوشیار کرتے مثلاً ایک روز ایک حکایت یوں بیان فرمائی کہ..... حضرت شیخ نظام الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے میں نے سنا کہ ایک واعظ تھا اس کے وعظ میں لوگوں کو رقت اور ذوق بہت ہوا کرتا تھا اور اس کے بیان بہت پسند کیا کرتے تھے اس کا کوئی وعظ ایسا نہ ہوتا جس میں اکثر بندگان خدا تائب نہ ہوتے ہوں بہت لوگ اس کے وعظ میں کپڑے پھاڑ کر بے ہوش ہو جاتے اتفاقاً وہ بڑے اشتیاق سے زیارت کعبہ مشرفہ کو گیا وہاں بھی لوگ اس کے مشتاق ہوئے کہ اس کا بیان ایسا ہی مؤثر تھا۔ جب حج ادا کر کے لوٹا تو لوگ منتظر اور مشتاق تر ہوئے کہ بعد از حج اثر ان کے وعظ کا سو گنا بڑھ چکا ہوگا۔ جب آیا اور لوگوں نے وعظ سنا تو اس کا عشر عشر اثر بھی نہ پایا جو حج سے پہلے ہوتا تھا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ہم تمہارے آنے کے مشتاق و منتظر تھے کہ آپ آئیں گے اور اپنے وعظ سے ہمارا ذوق اور راحت مزید بڑھائیں گے۔ جبکہ حج سے آکر آپ نے وعظ کہا تو پہلے وعظوں کی بنسبت دسواں حصہ بھی اثر نہیں دیکھا گیا۔ آخر ایسا کیوں ہے اور یہ کس عمل کی شامت ہے؟

واعظ نے کہا یا رو خداوند کریم عالم الغیب ہے اور خوب جانتا ہے کہ میں نے کوئی جرم ایسا نہیں کیا جس کی یہ سزا ہو سوائے اس کے کہ ایک نماز باجماعت مجھ سے راستہ میں فوت ہوئی کہ امام کے ساتھ ہو کر جماعت سے محروم رہا یہ بے ذوقی اسی کی شامت ہے..... یہ کہ حضرت خواجہ خوب روئے اور حاضرین بھی رونے لگے کہ ایک نماز باجماعت سفر کی صرف جماعت رہ گئی ورنہ وہ بھی پڑھتے تو تنہا اپنے وقت ہی میں کی تھی اتنی بڑی خرابی واقع ہوئی..... اور قبولیت عام جاتی رہی۔ جو لوگ بے چارے بالکل نماز

جماعت میں نہیں جاتے یا ان کی اکثر نمازیں قضا ہو جاتی ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ اور کتنی نعمتوں اور فرائد سے وہ محروم رہتے ہوں گے۔ (خیر المجالس)

قارئین محترم: نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اکثر و بیشتر خانقاہوں میں اس تعلیم و تربیت کا اہتمام نہیں جس کا انداز آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا اور جو ہمارے اسلاف کے ہاں دی جاتی تھی اور مرشد جس کا اہتمام خاص رکھتے تھے۔ نہ وہ علمی گفتگو ملتی ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی جیسے بزرگان دین کے ملفوظات میں ملتا ہے مثلاً..... ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا یہ ہے کہ فرمان ہے واتقوا اللہ حق تقاتہ اور ایک حق عبادت کا ہے کہ ماعبدناک حق عبادتک اور ایک حق تلاوت قرآن کا ہے کہ یتلونه حق تلاوت اور ہے۔ اور ایک حق معرفت کا کہ اگر مراد اس سے توحید لی جائے تو یہ ہے کہ اسے وحدانیت کے ساتھ اس طرح پہچانے جیسا کہ وہ ذات و صفات میں یگانہ ہے اور اگر معرفت اسرار ربوبیت سے مراد لی جائے تو اس کی حقیقت کی معرفت دشوار ہے اور آدمی اس کی معرفت میں مختلف المراتب ہیں..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما قدر واللہ حق قدرہ..... اے ماعرفو اللہ حق معرفتہ..... بندہ (حمید قلندر) نے عرض کیا کہ توحید میں شرک خفی کی معرفت دشوار ہے فرمایا ہو سکتا ہے کہ طالب صادق کو اللہ تعالیٰ حق توحید اپنا عنایت کر دے کہ شرک خفی سے محفوظ ہو چنانچہ انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو عنایت کرتا ہے مگر حق اسرار ربوبیت کا حاصل ہونا دشوار ہے کہ مآثر اللہ حق قدرہ.....

حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی بابت ایک قصہ ہندوستان میں زباں زد و خاص و عام ہے کہ حضرت نے اپنے مرشد کے حکم سے باؤلی کی تعمیر شروع کرائی، ادھر بادشاہ کا محل بن رہا تھا مزدور سارے باؤلی میں کام کرنے لگے بادشاہ کو اطلاع ملی تو حکم جاری کیا کہ باؤلی کا کام بند کیا جائے اور سارے مزدور محل کی تعمیر میں لگیں..... اب کیا ہوا کہ مزدور دن میں تو محل پر کام کرتے حضرت نے رات کو باؤلی کا کام شروع کرادیا..... پھر بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا چراغوں کی روشنی میں رات کو کام ہوتا ہے، چراغوں کے لئے تیل بند کر دیا جائے..... جب یہ حکم شاہی جاری ہوا تو مرشد کریم کی بارگاہ میں کسی نے صورتحال پیش کیا..... آپ نے فرمایا نصیر الدین سے کہو آج رات چراغوں میں تیل کی بجائے پانی ڈالو اور جلاؤ چنانچہ چراغ روشن ہو گئے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ تیل کے بغیر یہ چراغ جل رہے ہیں تو حیرت زدہ اور نادام ہوا..... اسی روز سے نام چراغ دہلی مشہور ہو گیا.....

حضرت نفیس الحسنی شاہ صاحب نے کیا خوب قطعہ حضرت کی شان میں کہا ہے:

آہ وہ عہد با فراغ تیرا جس سے پاتے ہیں ہم سراغ تیرا
کتے طوفان سر سے گزرے ہیں جل رہا ہے مگر چراغ تیرا

مگر مرآۃ الاسرار کے مطابق حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت زیارت بیت اللہ کو گئے تو وہاں شیخ عبداللہ یافعی سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے دہلی میں بڑے بڑے مشائخ گزرے ہیں لیکن آج کل شیخ نصیر الدین محمود چراغ روشن کئے ہوئے ہیں..... اسی روز سے چراغ دہلی مشہور ہوئے..... (واللہ اعلم) آپ کو چراغ چشتیاں بھی کہا جاتا ہے۔ ۷۵ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کو علماء کی مجالس میں ابو حنیفہ ثانی کہا جاتا تھا آپ کی مجالس کا عالم یہ تھا کہ:

ہر طرف در سہا ز فقہ و اصول ہر طرف ذکر خدا و رسول

حضرت کے مزار شریف کی حاضری کے بعد ارد گرد کے علاقہ پر ایک نظر ڈالی تو ہر طرف کچے مکانات، کوئی کوئی پختہ آبادی زیادہ تر ہندوؤں کی ہے۔.....

ہولی میں گھومتے ہوئے ہمیں یوں لگا جیسے ہم لاہور کی سڑکوں پر مڑ گشت کر رہے ہوں۔ بالکل ویسی ہی عمارتیں، لال لال کوٹھیاں اور کالج و اسکول کی اینٹوں سے بنی عمارتیں، صاف ستھری سڑکیں اور گندی گلیاں یہ سب دیکھ کر ایسا لگا کہ دلی اور لاہور کی ثقافت ایک ہی ہے..... یوں تو دلی کے بارے میں ہم نے بہت کچھ سن رکھا تھا مگر ایک بات جو ہم نے عجیب و غریب سنی تھی آپ کو بھی سناتے ہیں..... مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد گرامی مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نے اپنا دلی کا سفر نامہ اور روزنامہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے..... دہلی اور اس کے اطراف..... اس میں وہ اخلاقی انحطاط اور مذہبی تفریق کا ایک عبرتناک قصہ کے عنوان سے لکھتے ہیں..... یہ بھی قصہ مولوی عبدالحی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے اس محلہ میں ایک مولوی صاحب آ کر رہتے تھے وہ غیر مقلد تھے دن کو میاں صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے اور رات کو وہاں کرایہ سے مکان تھا اس میں ایک بیوی صاحب بھی تھیں اس محلہ میں ایک کیراسن میاں جی رہا کرتے تھے وہ پانچواں وقت تھے محلہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ایک دن ایک بڑھیا نے ان سے آ کر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے، کھڑے کھڑے ذری کی ذری سن جائیے۔ میاں جی صاحب گئے پردے کے پاس بیوی نے آ کر کہا آپ باخدا آدمی ہیں مجھ کو اللہ اس ظالم کے سچے سے چھڑائیے۔ انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں شر ہے۔ یہ میرا پیر ہے میں اس کی مرید، میرے خاوند موجود ہیں دھوکے سے یہ مجھ کو نکال لایا ہے۔ میاں جی کون کر نہایت ہی تعجب ہوا۔ اور واقعی تعجب کی بات ہے، میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجیب حیرت ہوئی۔ مولوی صاحب فرمانے لگے میاں جی نے اس کی تسلی تشفی کی اس کے بعد چلے آئے۔ لیکن موقع کے منتظر رہے۔ ایک دن مولوی صاحب سے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ آپ تک رہے۔ انہوں نے کہا فرمائیے۔

میاں صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا کہیں اس محلہ کے لوگ ایسے سخت ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب ہے آپ اپنا مطلب کہئے۔ انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت ہے لیکن اس کا خاوند موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ میرے قابو میں آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو، انہوں نے کہا کہ یہ کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ یہ لوگ یعنی خفی المذہب مستحل الدم ہیں ان کا مال مالِ غنیمت ہے ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے..... انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا۔ اور وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے وقت محلہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کر لی کہ ان کو جان سے نہ ماریں۔ ان لوگوں نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی اور خاوند اپنی جور کو لے کر چلا گیا..... یہ قصہ حال ہی کا ہے۔ مجھ کو اس کے سننے سے عورت کو نکال لانے پر اتنا استعجاب نہیں ہوا جتنا ان کا خفیہ کے مستحل الدم سمجھنے پر تعجب ہوا، اب وہ ایک اس میں کچھ نہیں ہے۔

دہلی اور اس کے اطراف نامی کتاب مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی نے شائع کی ہے اور بازار میں دستیاب ہے تصدیق کے لئے صفحہ ۵۰۴ پر یہ قصہ دیکھا جاسکتا ہے.....

ہم نے ایسی ہی ایک بات ایک بار ایک سید صاحب سے سنی تھی وہ فرماتے تھے کہ متعہ میں اصل تغلب ہے..... اگر آپ کو کسی پر تغلب حاصل ہو جائے تو یہ زنا نہیں متعہ ہے..... مگر یہ قصہ دلی کا تو اس سے عجیب تر ہے کہ بعض مسالک کے لوگ بعض دیگر مسالک کے لوگوں کو مستحل الدم سمجھیں اور ان کی بیویوں کو باندیاں سمجھ کر حرام کاری کرتے رہیں.....

دلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا مدرسہ بھی دیکھنے کی چیز ہے کہ تاریخی ہے اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے مزارات و مقامات بھی..... ہم نے زیادہ وقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں گزارا تفصیلی حال انشاء اللہ اگلی نشست میں بیان کیا جائے گا..... (سفر جاری ہے)

(زفی الغاضل).....

☆ سبب اعدائک لک، و شتم حسادک

یسای قیمتک ،

لانک اصبحت شیئا مذکوراً، ورجلاً مقماً. ☆

☆ علیک بالمشئی والریاضۃ واجب الکسل والنحول، واهجر الفراغ والبطلالة. ☆